ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

تلاوتِ قرآن کا نبوی طریقہ

[آدابِ تلاوت میں چالیس احادیثِ مبارکہ]

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو سید المرسلین اور خاتم النّبیین کے طور پر مبعوث فرمایا۔ اور اُنہیں قرآن کریم کی شکل میں ایک دائمی معجزہ عنایت کیا۔ قرآنِ مجید کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لی اور نبی مکرم ﷺ کے فرائض میں قرآنی آیات کو پڑھ کر سنانا، لوگوں کا تزکیۂ نفس کرنا، اور کتاب وحکمت کی تعلیم دینا شامل کئے، جو اس مشہور آیت میں بیان ہوئے ہیں:

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾ ﴾ [1]

"اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں پر احسان فرمایا کہ ان پر ایک رسول انہی میں سے مبعوث کیا جو ان پر اس کی آیاتِ کریمہ کی تلاوت کرتا ہے، ان کا تزکیۂ نفس کرتا اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اس سے پہلے تو یہ واضح گمراہی میں تھے۔"

گویا منصبِ رسالت کے بنیادی تقاضوں میں سے یہ ہے کہ قرآنِ کریم کی آیات کی تلاوت کرکے، لوگوں کا تزکیۂ نفس کیا جائے۔

قرآن کریم کے مسلمانوں پر عائد حقوق میں، ایک حق اس کو اچھی طرح تلاوت کرنا ہے۔ قرآنی آیات کی تلاوت کے بارے میں اہل اسلام کا رویہ قرآن کریم میں یہ بیان ہوا ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ ﴾ [2]

"جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں۔ یہی لوگ اس پر

1 سورۃ آلِ عمران: ۱۶۴

2 سورۃ البقرۃ: ۱۲۱

ایمان لانے والے ہیں۔"

یعنی ایمان کے تقاضوں اور حقوقِ قرآن میں سے ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت، اس طرح کی جائے جیسا کہ اس کا حق ہے۔ اور یہ تلاوت نبی کریم ﷺ کے بنیادی فرائض میں شامل ہے۔ قرآنِ کریم کی تلاوت بذاتِ خود بہت بڑی نیکی ہے، جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے:

«مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَالحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لاَ أَقُولُ الْم حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلاَمٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ»[1]

"جس نے قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا، اس کے لیے نیکی لکھ دی جاتی ہیں، اور ایک نیکی ۱۰ گنا کے برابر ہوتی ہے۔ میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے۔ لیکن الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔"

نبی ﷺ نے ایسے حروفِ مقطعات کی مثال بیان کی جس کا مفہوم واضح نہیں ہے، اس مثال میں ایسے لوگوں کا ردّ ہے جو کہتے ہیں کہ ترجمے کے بغیر قرآنِ مجید پڑھنے کا کچھ فائدہ/ثواب نہیں ہے۔

تلاوتِ قرآن کریم کو سننا بھی نیکی ہے، جیسا کہ یہ حدیثِ نبوی ہے:

«مَنِ اسْتَمَعَ إِلَىٰ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ تَعَالَىٰ كُتِبَ لَهُ حَسَنَةٌ مُضَاعَفَةٌ، وَمَنْ تَلَاهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ»[2]

"جس نے کتاب اللہ کی ایک آیت سنی، اس کے لیے دوہری نیکی لکھی جاتی ہے، اور جس نے اسے تلاوت کیا، وہ تلاوت روزِ قیامت اس کے لیے باعثِ نور ہوگی۔"

قرآن کریم کی تلاوت کی مہارت کا کیا ثواب ہے اور دوسری طرف اس میں مشقت برداشت کرنے کا کیا اجر ہے؟ اس فرمانِ نبوی میں ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ، وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ، لَهُ أَجْرَانِ»[3]

---

۱ جامع ترمذی: ۲۹۱۰

۲ مسند احمد: رقم ۸۴۷۵۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ (ضعیف الجامع: ۵۴۰۸)

۳ صحیح مسلم: رقم ۲۴۴

" قرآن کریم کے ماہر کا انجام مقرب و معزز فرشتوں کے ساتھ ہو گا۔ اور جو قرآن پڑھتے ہوئے اٹکتا ہے، اور روانی سے اچھی تلاوت نہیں کر سکتا، اس کے لیے دو اجر ہیں۔" (ایک تلاوت کا اور دوسرا اس کے لیے مشقت برداشت کرنے کا)

جس طرح ہر کام کے لیے نبی کریم ﷺ کا اُسوہ حسنہ ہی ہمارے لیے مشعل راہ ہے، اسی طرح تلاوتِ قرآن کے مبارک، مسنون اور نیک عمل کے لیے بھی آپ ﷺ کے طریقہ سے رہنمائی لینا چاہیے، اس سلسلے میں بعض تفصیلات نبی کریم ﷺ کے ارشادات (قولی حدیث) سے معلوم ہوتی ہیں اور کچھ آپ کے عمل (فعلی حدیث) سے۔

ذیل میں کتبِ احادیث سے ان کی تفصیل پیش کی جاتی ہے:

پہلا ادب: سوز اور رِقت سے تلاوتِ قرآن

① قرآنِ کریم کی تلاوت سوز اور رقت کے ساتھ کرنی چاہیے اور اسے تلاوت کی سب سے بہترین خوبی قرار دیا گیا ہے، فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

«إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ صَوْتًا بِالْقُرْآنِ، الَّذِي إِذَا سَمِعْتُمُوهُ يَقْرَأُ، حَسِبْتُمُوهُ يَخْشَى اللهَ»[1]

② آپ ﷺ بذاتِ خود قرآن کریم کی تلاوت بے حد سوز اور خشوع کے ساتھ فرمایا کرتے، سیدنا جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ، فَلَمَّا بَلَغَ هَذِهِ الآيَةَ: ﴿ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ۝﴾ قَالَ: كَادَ قَلْبِي أَنْ يَطِيرَ[2]

---

۱ سنن ابن ماجہ ۱۳۳۹، تحقیق محمد فواد عبد الباقی، طبع دار احیاء کتب العربیۃ، قال الالبانی: صحیح... محدثِ شام شیخ شعیب ارناؤوط نے اس حدیث کی جمیع اسناد ذکر کر کے اسے حسن لغیرہ قرار دیا ہے۔ مزید تحقیق حدیث کے لیے دیکھیں: اخلاق حملۃ القرآن از آجری

۲ صحیح بخاری: رقم ۴۸۵۴

"میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ نماز مغرب میں سورۃ الطّور کی تلاوت فرمارہے تھے۔ جب آپ ان آیات پر پہنچے تو [شدتِ تاثیر سے] مجھے لگا کہ میری روح پرواز کر جائے گی۔"

③ قرآنِ کریم کی تلاوت کی یہ تاثیر اس آیت کریمہ میں بیان ہوئی ہے:

﴿ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ۚ ثُمَّ تَلِيۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَقُلُوۡبُهُمۡ اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ ﴾[1]

"اللہ تعالیٰ نے بہترین کتاب نازل کی، جس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی جانے والی آیات ہیں۔ اللہ کی خشیت رکھنے والوں کے دل اس سے کانپ اٹھتے ہیں، پھر ان کی جلدیں اور دل اللہ کے ذکر کے لیے نرم ہو جاتے ہیں۔"

④ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے قرأتِ قرآن سنا کرتے اور اسے سن کر آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے، سیدنا عبد اللہ بن مسعود راوی ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اقْرَأْ عَلَيَّ» قَالَ: قُلْتُ: أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ: «إِنِّي أَشْتَهِي أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي» قَالَ: فَقَرَأْتُ النِّسَاءَ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ: ﴿ فَكَيۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيۡدٍ وَّجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ شَهِيۡدًا ۝٤١ ﴾ [النساء:٤١] قَالَ لِي: «كُفَّ – أَوْ أَمْسِكْ –» فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذْرِفَانِ[2]

"مجھے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے قرآن کی تلاوت سناؤ۔ میں نے کہا: میں آپ کو کیسے قرآن سناؤں، حالانکہ آپ پر تو قرآن کریم نازل ہوا ہے۔ آپ ﷺ کہنے لگے: میرا جی چاہتا ہے کہ میں دوسرے سے تلاوت سنوں۔ سو میں نے سورۃ النساء کی تلاوت شروع کی، حتی کہ جب میں اس آیت پر پہنچا کہ وہ کیسا وقت ہو گا جب ہم ہر اُمّت سے گواہ بلائیں گے، اور آپ ﷺ کو ان تمام لوگوں پر گواہ بنائیں گے تو آپ کہنے لگے: بس بس، رک جاؤ۔ میں نے دیکھا، آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔"

⑤ قرآن پڑھتے ہوئے اگر خشیت نہ بھی طاری ہو تو ارشادِ نبوی ہے کہ رونے کی سی شکل بنالی جائے

---

۱ سورۃ الزمر: ۲۳

۲ صحیح بخاری: ۶/۱۹۷، رقم ۵۰۵۵

اور تلاوت میں رِقت آمیز لہجہ اختیار کیا جائے، عبد الرحمن بن سائب سے مروی ہے:

قَدِمَ عَلَيْنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَقَدْ كُفَّ بَصَرُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ؟ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِابْنِ أَخِي، بَلَغَنِي أَنَّكَ حَسَنُ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ، سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ نَزَلَ بِحُزْنٍ، فَإِذَا قَرَأْتُمُوهُ فَابْكُوا، فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا فَتَبَاكَوْا، وَتَغَنَّوْا بِهِ، فَمَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِهِ فَلَيْسَ مِنَّا»[1]

"سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں آئے جبکہ آپ کی بصارت ختم ہو چکی تھی۔ میں نے انہیں سلام کہا تو پوچھنے لگے: کون؟ میں نے تعارف کرایا، بولے: بھانجے خوش آمدید، مجھے پتہ چلا ہے کہ تم قرآن بڑی خوبصورت آواز میں تلاوت کرتے ہو، میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا تھا کہ یہ قرآن پر غم کی کیفیت غالب ہے، جب تم اسے پڑھو تو رویا کرو۔ اگر رونہ پاؤ تو رونے کی صورت بنالیا کرو۔ اور اس کو خوش الحانی سے پڑھو، کیونکہ جو اسے خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔"

دوسرا ادب: معانی میں غور کرکے دہرانا اور اُس کے مطابق دعا کرنا

⑥ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو فکر و تدبر اور تذکیر و نصیحت کے لیے نازل کیا ہے، اور نبی کریم ﷺ کی تلاوت بھی ان تقاضوں کے مطابق ہوتی تھی، قرآنِ کریم میں ہے:

﴿ كِتَٰبٌ أَنزَلْنَٰهُ إِلَيْكَ مُبَٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوٓا۟ ءَايَٰتِهِۦ وَلِيَتَذَكَّرَ أُو۟لُوا۟ ٱلْأَلْبَٰبِ ﴿٢٩﴾ ﴾[2]

"یہ کتاب ہم نے آپ پر اُتاری ہے تاکہ وہ اس کی آیات میں تدبر کریں، اور باشعور لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں۔"

⑦ نبی کریم ﷺ آیات کی تلاوت کے ساتھ اس کے معانی میں غور کرکے، اُس کے مطابق عمل کیا کرتے، سیدنا حذیفہ روایت کرتے ہیں کہ

---

1 سنن ابن ماجہ: رقم ۱۳۳۷، تحقیق: شیخ شعیب ارناؤوط (۲/۳۶۱)... یہ حدیث مختلف طرق سے مروی ہے اور اکثر میں ضعف پایا جاتا ہے، تاہم کثرتِ طرق کی بنا پر یہ احادیث مقبول درجے تک پہنچ جاتی ہیں۔

2 سورۃ ص: ۲۹

قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ، ثُمَّ مَضَى، فَقُلْتُ: يُصَلِّي بِهَا فِي رَكْعَةٍ، فَمَضَى، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ بِهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ، فَقَرَأَهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ، فَقَرَأَهَا، يَقْرَأُ مُتَرَسِّلًا، إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ، وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ، فَجَعَلَ يَقُولُ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ»، فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، ثُمَّ قَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ»، ثُمَّ قَامَ طَوِيلًا قَرِيبًا مِمَّا رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ، فَقَالَ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى»، فَكَانَ سُجُودُهُ قَرِيبًا مِنْ قِيَامِهِ.[1]

”میں نے ایک رات نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے سورۃ البقرۃ سے آغاز کیا۔ میں نے سوچا کہ آپ سو آیات پڑھ کر رکوع کرلیں گے، آپ کی تلاوت جاری رہی۔ میں نے سوچا کہ اس سورۃ کو ایک رکعت میں ختم کرلیں گے۔ آپ کی تلاوت جاری رہی، پھر آپ نے سورۃ النساء کا آغاز کر دیا، اس کو پڑھا، پھر سورۃ آل عمران کا آغاز کر دیا، اس کو بھی پڑھا۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے۔ جب بھی کسی تسبیح والی آیت سے گزرتے تو اللہ کی تسبیح بیان کرتے، جب بھی کسی سوال کی آیت سے گزرتے تو اللہ سے مانگتے، اور جب بھی کسی پناہ والی آیت پر پہنچتے تو اللہ سے پناہ طلب کرتے۔ پھر آپ نے رکوع کیا۔ آپ کا رکوع آپ کے قیام کے برابر ہی طویل تھا، پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا جو رکوع کے برابر لمبا تھا، پھر سجدہ کیا اور سبحان ربی الاعلیٰ کہا، آپ کے سجدے بھی قیام کے بقدر لمبے تھے۔“

⑧ سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْلَةً فَاسْتَاكَ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَقُمْتُ مَعَهُ فَبَدَأَ فَاسْتَفْتَحَ الْبَقَرَةَ فَلَا يَمُرُّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ فَسَأَلَ، وَلَا يَمُرُّ بِآيَةِ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ فَتَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ فَمَكَثَ رَاكِعًا بِقَدْرِ قِيَامِهِ، وَيَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: «سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ» ، ثُمَّ سَجَدَ بِقَدْرِ رُكُوعِهِ، وَيَقُولُ فِي سُجُودِهِ: «سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ

[1] صحیح مسلم: ۱/۵۳۶، رقم ۲۰۳

وَالْعَظَمَةِ» ثُمَّ قَرَأَ آلَ عِمْرَانَ ثُمَّ سُورَةً سُورَةً يَفْعَلُ مِثْلَ ذَلِكَ[1]

”میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک رات موجود تھا۔ آپ نے مسواک کر کے وضو کیا اور نماز کے لیے کھڑے ہوگئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ ہی کھڑا ہوگیا۔ آپ نے سورۃ البقرۃ سے آغاز کیا۔ آپ کسی آیتِ رحمت سے نہ گزرتے مگر وہاں رک کر اللہ کی رحمت کا سوال کرتے۔ اور کسی آیت عذاب سے نہ گزرتے مگر رک کر اللہ عزوجل سے پناہ مانگتے۔ پھر رکوع کیا تو اس میں قیام کے بقدر موجود رہے اور اپنے رکوع میں یہ دعا... پڑھتے۔ پھر سجدہ کیا تو اس میں رکوع کے بقدر وقفہ کیا اور سجدوں میں یہ دعا «سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ» پڑھتے۔ پھر آپ نے [اگلے قیام میں]سورۃ آلِ عمران کی تلاوت کی، پھر کوئی اور سورت، پھر کوئی اور... اور ہر سورۃ میں ایسے ہی کرتے۔“

⑨ آپ ﷺ نماز میں آیات کے معانی پر غور کرتے ہوئے آیات کو دہرایا کرتے، جیسا کہ ابو ذرّ غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«قَامَ النَّبِيُّ ﷺ بِآيَةٍ حَتَّى أَصْبَحَ يُرَدِّدُهَا» وَالْآيَةُ: ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾﴾[2]

”ایک رات نبی ﷺ نے قیام کیا، تو ساری رات گزر گئی اور اسی آیتِ کریمہ کو آپ دہراتے رہے کہ ”یا الٰہی! یہ تیرے ہی بندے ہیں، اگر تو انہیں معاف کر دے تو تو غالب و دانا ہے۔“

⑩ آپ قرآنی آیات میں غور وفکر فرمایا کرتے، اور تلاوتِ قرآن کے دوران بہت زیادہ رویا کرتے، جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

لَمَّا كَانَ لَيْلَةٌ مِنَ اللَّيَالِي قَالَ: «يَا عَائِشَةُ! ذَرِينِي أَتَعَبَّدُ اللَّيْلَةَ لِرَبِّي». قُلْتُ: وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّ قُرْبَكَ وَأُحِبُّ مَا سَرَّكَ. قَالَتْ: فَقَامَ فَتَطَهَّرَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي. قَالَتْ: فَلَمْ يَزَلْ يَبْكِي حَتَّى بَلَّ حِجْرَهُ. قَالَتْ: ثُمَّ بَكَى فَلَمْ يَزَلْ يَبْكِي حَتَّى بَلَّ لِحْيَتَهُ. قَالَتْ: ثُمَّ بَكَى فَلَمْ يَزَلْ يَبْكِي حَتَّى بَلَّ الْأَرْضَ. فَجَاءَ بِلَالٌ

---

1 الشمائل المحمدیۃ از امام ترمذی، ص:۲۵۶، رقم ۳۱۴، طبع المکتبۃ التجاریۃ

2 سورۃ المائدۃ:۱۱۸... سنن ابن ماجہ:۱/۴۲۹، رقم ۱۳۵۰، قال الألبانی: حسن

يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ. فَلَمَّا رَآهُ يَبْكِي. قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! لِمَ تَبْكِي وَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ وَمَا تَأَخَّرَ. قَالَ: «أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا لَقَدْ نَزَلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ آيَةٌ وَيْلٌ لِمَنْ قَرَأَهَا وَلَمْ يَتَفَكَّرْ فِيهَا: ﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ﴾ الآية كلها»[1]

''راتوں میں سے ایک رات نبی کریم ﷺ کہنے لگے: یا عائشہ! مجھے چھوڑ دو میں اس رات اپنے رب کی بندگی کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا: واللہ! مجھے آپ کی قربت بڑی عزیز ہے لیکن آپ کی خوشی بھی مجھے محبوب ہے۔ کہتی ہیں کہ آپ کھڑے ہو گئے اور وضو کیا۔ کہتی ہیں کہ نماز میں روتے رہے حتی کہ آپ کی گود تر ہو گئی۔ پھر کہتی ہیں کہ روتے رہے حتی کہ ڈاڑھی مبارک بھی بھیگ گئی۔ پھر روتے رہے اور اتنا روئے حتی کہ زمین بھی گیلی ہو گئی۔ پھر بلال آ گئے، نماز کی اطلاع دینے کے لیے۔ جب انہیں روتے دیکھا تو کہا: یا رسول اللہ! آپ کیوں روتے ہیں؟ اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیے ہیں۔ تو جواب دیا: میں اللہ کا شکر گزار بندہ کیوں نہ بنوں، آج رات مجھ پر ایسی آیت نازل ہوئی، افسوس اس پر جو اس کو پڑھے لیکن اس میں غور و فکر نہ کرے۔''

تیسرا ادب: نماز میں لمبی تلاوت کرنا

⑪ قرآن کریم میں بھی آپ کو لمبے قیام کی تلقین ان الفاظ میں کی گئی ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ۙ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ؕ﴿۴﴾﴾[2]

''اے کملی اوڑھنے والے! رات کو قیام کر مگر تھوڑا، نصف رات یا اس سے کچھ کم و بیش اور

---

1 آل عمران: ۱۹۰ صحیح ابن حبان، محقق: ۲/۳۸۷، رقم ۶۲۰۔ شیخ شعیب ارناؤوط نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ إسناده صحيح على شرط مسلم، وأخرجه أبو الشيخ في "أخلاق النبي" ص ۱۸۶ عن الفريابي، عن عثمان بن أبي شيبة، بهذا الإسناد. وله طريق أخرى عن عطاء عند أبي الشيخ ص ۱۹۰، ۱۹۱ وفيه أبو جناب الكلبي يحيى بن أبي حية، ضعفوه لكثرة تدليسهن لكن صرح بالتحديث هنا، فانتفت شبهة تدليسه

2 سورۃ المزمل: ۱ تا ۴

قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کر۔“

نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ بہترین نماز کونسی ہے؟

... قَالَ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «جَهْدُ الْـمُقِلِّ» قَالَ: فَأَيُّ الصَّلَوَاتِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «طُولُ الْقُنُوتِ»[1]

”پوچھا بہترین صدقہ کیا ہے، جواب دیا کہ بڑی مشکل سے معمولی صدقہ نکالنے والا۔ پوچھا: کہ بہترین نماز کونسی؟ آپ نے فرمایا: جس میں قیام لمبا ہو۔“

⑫ آپ کی قراءت اس قدر لمبی ہوتی کہ مذکورہ بالا حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ (نمبر ۷) کے مطابق آپ ﷺ نے قیام میں تقریباً سوا پانچ پارے تلاوت کیے۔ اور سیدنا عوف بن مالک کی حدیث (نمبر ۸) کے مطابق سورۃ البقرۃ، دوسری رکعت میں سورۃ آل عمران اور ایسی ہی طویل سورتیں تلاوت کیں۔ اور ایسی ہی ایک حدیث سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے:

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَطَالَ حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ." قَالَ: قِيلَ: وَمَا هَمَمْتَ بِهِ؟ قَالَ: "هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأَدَعَهُ"[2]

”عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی کریم کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے لمبا قیام کیا، حتیٰ کہ میں نے ایک برا اِرادہ کیا۔ پوچھا گیا: کیا برا اِرادہ؟ کہنے لگے: میں نے سوچا کہ میں بیٹھ جاؤں اور آپ کو قیام میں اکیلا چھوڑ دوں۔“

⑬ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر بیان کرتی ہیں:

«مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا، حَتَّى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِعَامٍ، فَكَانَ يُصَلِّي فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا، وَكَانَ يَقْرَأُ بِالسُّورَةِ فَيُرَتِّلُهَا حَتَّى تَكُونَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا»[3]

”میں نے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے نفلی نماز بیٹھ کر پڑھی ہو، حتیٰ کہ وفات سے

۱ مصنف عبد الرزاق صنعانی: ۳/ ۷۲، رقم ۴۸۴۳

۲ صحیح مسلم: ۱/ ۵۳۷، رقم ۲۰۴... باب استحباب تطويل القراءة في الصلاة

۳ صحیح مسلم: رقم ۱۱۸

ایک سال قبل آپ بیٹھ کر نماز پڑھتے۔ آپ ایک سورۃ پڑھتے اور اس کو ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے حتیٰ کہ وہ لمبی سے لمبی ہوتی جاتی۔"

چوتھا ادب: بلند آواز سے تلاوتِ قرآن

⑭ آپ ﷺ بلند آواز سے تلاوتِ قرآن کیا کرتے، جیسا کہ اس حدیث میں ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا﴾، قَالَ: «نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ، فَكَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ، فَإِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُونَ، سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ»، فَقَالَ اللهُ لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾: أَيْ بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ: ﴿وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا﴾، عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا ۝﴾[1]

"سیدنا ابن عباس سے آیتِ کریمہ وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا کے بارے میں مروی ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب نبی کریم ﷺ مکہ میں روپوش تھے۔ جب آپ اپنے صحابہ کو نماز پڑھاتے تو آواز کو بلند کیا کرتے۔ مشرکوں نے جب ایسا سنا تو قرآن کو اور قرآن جس پر نازل ہوا، جو قرآن لے کر آیا، سب کو گالیاں بکیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے کہا کہ تو اپنی عبادت یعنی اپنی قراءت میں بلند آواز اختیار نہ کر کیونکہ مشرک قرآن کو سن کر اسے گالیاں بکتے ہیں۔ اور نہ آواز کو اتنا پست کر کہ تیرے ساتھ سن ہی نہ سکیں۔ اور دونوں کے درمیان رویہ اختیار کر۔"

⑮ عبد اللہ بن ابو قیس نے سیدہ عائشہ صدیقہ سے دریافت کیا:

عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ أَكَانَ يُسِرُّ بِالْقِرَاءَةِ أَمْ يَجْهَرُ؟ قَالَتْ: «كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ قَدْ كَانَ رُبَّمَا أَسَرَّ وَرُبَّمَا جَهَرَ». فَقُلْتُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً[2]

"آپ کی قراءت کے بارے میں کہ آپ آہستہ تلاوت کیا کرتے، یا بلند آواز سے تو آپ نے

---

۱ صحیح بخاری: ۹/۱۵۳، رقم ۷۵۲۵

۲ الشمائل المحمدیة از امام ترمذی، ص: ۲۵۹، رقم ۳۱۸، المکتبة التجاریة

جواب دیا: آپ دونوں طرح تلاوت کرتے، کبھی بلند اور کبھی آہستہ۔ تو میں نے کہا: سب تعریفیں اس اللہ جل شانہ کی، جس نے اس معاملے میں گنجائش رکھی۔"

⑯ نبی کریم ﷺ کی تلاوت کی آواز بعض اوقات اس قدر بلند ہوتی کہ ابن عباس کہتے ہیں:

«كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ رُبَّمَا يَسْمَعُهَا مَنْ فِي الْحُجْرَةِ وَهُوَ فِي الْبَيْتِ»[1]

"آپ کی تلاوت کو کبھی کوئی شخص بند کمرے میں سن لیا کرتا اور آپ اپنے گھر میں سے تلاوت کر رہے ہوتے۔"

⑰ سیدہ اُم ہانی بیان کرتی ہیں:

«كُنْتُ أَسْمَعُ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ وَأَنَا عَلَى عَرِيشِي»[2]

"میں نبی ﷺ کی رات کو کی جانیوالی تلاوت کو سن لیا کرتی، حالانکہ میں اپنی چارپائی پر ہوتی۔"

⑱ بلند آواز سے تلاوت کرنے کی وجہ وہ ہے جس کو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے:

قَالَ لَهُ: إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الغَنَمَ وَالبَادِيَةَ، فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ لِلصَّلاَةِ، فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ، فَإِنَّهُ: «لاَ يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْـمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلاَ إِنْسٌ، وَلاَ شَيْءٌ، إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ القِيَامَةِ»، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ[3]

"ایک بار ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ تجھے بکریاں اور جنگل پسند ہیں۔ جب تو بکریوں اور بیابان میں ہو تو نماز کے لیے اذان کہا کر اور اپنی آواز کو بہت بلند کیا کر۔ کیونکہ "مؤذن کی آواز کو کوئی جن وانس نہیں سنتا مگر روزِ قیامت وہ اس کی گواہی دے گا۔" ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ بات اللہ کے رسول کا ارشاد ہے۔"

پانچواں ادب: ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرنا

⑲ قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

١ الشمائل المحمدية از امام ترمذی، ص: ٢٦٢، رقم ٣٢٢، المكتبة التجارية

٢ الشمائل المحمدية از امام ترمذی، ص: ٢٦٠، رقم ٣١٩، المكتبة التجارية

٣ صحیح بخاری: ٩/ ١٥٩، رقم ٧٥٤٨

﴿ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴾[1]
"اے نبی! آپ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کریں۔"

⑳ نبی کریم ﷺ نے اہل جنت کی نشانی بھی یہ بیان کی ہے کہ وہ قرآن کریم کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں گے اور جنت کی منازل طے کرتے جائیں گے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اقْرَأْ، وَارْتَقِ، وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا»[2]

"آپ ﷺ نے فرمایا: صاحب قرآن کو کہا جائے گا: قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجے طے کرتا جا۔ اس طرح ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھ جیسے تو دنیا میں اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا۔ تیرا جنت میں مقام وہ ہے جہاں تو آخری آیت کی تلاوت کرے گا۔"

㉑ اوپر نکتہ نمبر ۷ اور ۱۴ میں تلاوتِ نبوی کی یہ خاصیت بیان ہوئی ہے کہ آپ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کیا کرتے۔ سیدہ اُمّ سلمہ آپ کی تلاوت کی کیفیت ان الفاظ میں بیان کرتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْطَعُ قِرَاءَتَهُ يَقُولُ: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾ ثُمَّ يَقِفُ، ثُمَّ يَقُولُ: ﴿ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ ﴾ ثُمَّ يَقِفُ، وَكَانَ يَقْرَأُ ﴿ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ ﴾[3]

"نبی کریم ﷺ رک رک کر تلاوت قرآن کریم کیا کرتے۔ آپ کہتے: الحمد للہ رب العلمین، پھر رک جاتے۔ پھر کہتے: الرحمٰن الرحیم، پھر رک جاتے۔ پھر کہتے: مالک یوم الدین

㉒ آپ کی زوجہ مطہرہ امّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ سے نبی کریم ﷺ کی قراءت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب دیا:

سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَصَلَاتِهِ... ثُمَّ نَعَتَتْ قِرَاءَتَهُ، فَإِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا.[4]

"اُمّ سلمہ زوجۂ نبی ﷺ سے آپ کی قراءت اور نماز کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے نبی

---

۱ سورۃ المزمل: ۴

۲ سنن ابو داود: ۲/۷۳، رقم ۱۴۶۴، قال الالبانی: حسن صحیح

۳ الشمائل المحمدیۃ از امام ترمذی، ص: ۲۵۹، رقم ۳۱۷، المکتبۃ التجاریۃ

۴ جامع ترمذی: ۲۹۲۳...هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

کریم ﷺ کی قراءت کی تفصیل یوں بیان کی کہ آپ کی قراءت میں ایک ایک حرف بالکل واضح، اور علیحدہ علیحدہ ہوتا تھا۔"

چھٹا ادب: خوش الحانی سے قرآنِ کریم پڑھنا

(۴۳) سیدنا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ»، وَزَادَ غَيْرُهُ: «يَجْهَرُ بِهِ»[1]

"وہ آدمی ہم میں سے نہیں جو قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا۔ اور بعض راویوں نے ان الفاظ کا بھی اضافہ کیا ہے کہ خوش الحانی اور بلند آوازی سے نہیں پڑھتا۔"

(۴۴) سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ»[2]

"قرآن کریم کو اپنی آوازوں کے ساتھ مزین کیا کرو۔"

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی یہی فرمانِ نبوی، اس سے وسیع تر الفاظ میں یوں بھی آیا ہے:

«زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ» وَفِي رِوَايَةٍ: «حَسِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ، فَإِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا»[3]

"قرآن کریم کو اپنی آوازوں سے حسن دیا کرو۔ کیونکہ خوبصورت آواز قرآن کے حسن میں اضافہ کر دیتی ہے۔"

(۴۵) ایک اور حدیث میں یوں بھی الفاظ آئے ہیں:

«حَسَنُ الصَّوْتِ زِينَةُ الْقُرْآنِ»[4]

"خوبصورت آواز، قرآن کریم کا حسن ہے۔"

---

۱ صحیح بخاری: ۹/۱۵۴، رقم ۷۵۲۷

۲ سنن ابوداود: ۲/۷۴... رقم: ۱۴۶۸، قال الالبانی: صحیح

۳ صحیح ابوداود ۱۳۲۰، السلسلۃ الصحیحۃ ۷۷۱، مختصر قیام اللیل وقیام رمضان وکتاب الوتر: ص ۱۳۷، صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ: ۱/۲۰۱، رقم ۳۱۴۵، سنن دارمی ابن نصر فی الصلاۃ، صحیح، مشکاۃ المصابیح: ۲۲۰۸

۴ طبرانی عن ابن مسعود، رقم ۳۱۴۴... (حسن): السلسلة الصحيحة: ۱۸۱۵

۲۶۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ»، قَالَ: فَقُلْتُ لِابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، أَرَأَيْتَ إِذَا لَمْ يَكُنْ حَسَنَ الصَّوْتِ؟ قَالَ: «يُحَسِّنُهُ مَا اسْتَطَاعَ».[1]

”میں نے اللہ کے نبی ﷺ کو کہتے سنا کہ وہ ہم میں سے نہیں جو قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی ملیکہ سے کہا: یا ابو محمد! اگر انسان کی آواز خوبصورت نہ ہو تو پھر؟ کہنے لگے: وہ بقدرِ استطاعت اس کو اچھا بنانے کی کوشش کرے۔“

خوش الحانی نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنّت ہے اور اس کو توجہ سے سنا اللہ تعالیٰ، نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کا طریقہ ہے!

۲۷ نبی کریم ﷺ بہت خوبصورت انداز میں قرآن کریم کی تلاوت فرمایا کرتے، براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ: وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا أَوْ قِرَاءَةً مِنْهُ[2]

”میں نے نبی ﷺ کو سنا کہ آپ نمازِ عشا میں سورت والتین کی تلاوت کر رہے تھے، میں نے آپ سے اچھی آواز اور اچھی قراءت والا کوئی ایک بھی نہیں سنا۔“

۲۸ آغاز میں نبی کریم ﷺ کی سورۃ الطّور کی تلاوت کی تاثیر کا تذکرہ بھی ایک حدیث مبارکہ میں آیا تھا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان روایت کرتے ہیں:

«مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ، يَجْهَرُ بِهِ».[3]

”اللہ تعالیٰ کسی شے کو اتنا توجہ اور انہماک سے نہیں سنتے، جتنا نبی کریم ﷺ کی خوبصورت تلاوت کو سنتے ہیں کہ وہ خوش الحانی اور بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہیں۔“

---

۱ سنن ابو داود: ۲/۷۵، رقم ۱۴۷۱... حکم البانی: حسن صحیح

۲ صحیح بخاری: ۹/۱۵۸، رقم ۷۵۴۶

۳ صحیح مسلم: ۱/۵۴۵، رقم ۲۳۳، صحیح بخاری: ۹/۱۵۸، رقم ۷۵۴۴، ۶/۱۹۱، رقم ۵۰۲۳

صحیح مسلم کی اس حدیث کے شارح شیخ محمد فواد عبد الباقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

يتغنى بالقرآن، معناه عند الشافعي وأصحابه وأكثر العلماء من الطوائف وأصحاب الفتوى يحسن صوته به وقال الشافعي وموافقوه: معناه تحزين القراءة وترقيقها واستدلوا بالحديث الآخر «زينوا القرآن بأصواتكم» قال الهروي معنى يتغنى به يجهر به.

"خوش الحانی سے قرآن پڑھنے کا مطلب امام شافعی اور ان کے اصحاب، مختلف طبقوں کے اکثر علما اور مفتیانِ کرام کے نزدیک یہ ہے کہ آپ اس کے ساتھ آواز کو خوبصورت کیا کرتے۔ امام شافعی اور ان کے ہم نوا کہتے ہیں: اس کا مطلب ہے قرآن کو رقت اور خشیت الٰہی سے پڑھنا۔ اور انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ قرآن کو اپنی آوازوں سے حسن دو۔ امام ہروی کہتے ہیں کہ خوش الحانی کا مطلب بلند آواز سے قرآن پڑھنا ہے۔"

اس حدیث میں أَذِنَ کا لفظ آیا ہے جس کا مطلب کان لگا کر سننا ہے، جیسا کہ قرآن کریم کی اس آیت میں آتا ہے: ﴿إِذَا السَّمَآءُ انشَقَّتْ ۝١ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٢﴾[1]

"جب آسمان پھٹ جائے گا، اور وہ اپنے ربّ کے حکم پر (کاربند ہونے کے لیے) کان لگائے ہوئے ہو گا اور یہی اس کو لائق ہے۔"

(٢٩) اللہ تعالیٰ بھی خوبصورت انداز میں کی جانے والی تلاوت کو بڑی توجہ سے کان لگا کر سنتے ہیں، جیسے کہ اس حدیثِ مبارکہ میں بھی ارشاد ہے:

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «للهُ أَشَدُّ أَذَنًا إِلَى الرَّجُلِ الْحَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ، مِنْ صَاحِبِ الْقَيْنَةِ إِلَى قَيْنَتِهِ»[2]

"بلاشبہ اللہ جل شانہ خوش الحان شخص کی تلاوت کو اس قدر توجہ اور انہماک سے سنتے ہیں کہ گانا سننے والا شخص گانے والیوں کو بھی اتنی توجہ سے نہیں سنتا ہو گا۔"

(٣٠) نبی کریم ﷺ کے صحابہ بھی خوش الحان شخص کی تلاوت کو بڑے ذوق وشوق سے سماعت فرمایا

---

١ سورۃ انشقاق: ٢،١

٢ سنن ابن ماجہ: ١/٤٢٥، رقم ١٣٤٠... تعلیق محمد فؤاد عبد الباقی: في الزوائد إسناده حسن

کرتے، جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ کا ارشاد ہے:

أَبْطَأْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ لَيْلَةً بَعْدَ الْعِشَاءِ، ثُمَّ جِئْتُ فَقَالَ: «أَيْنَ كُنْتِ؟» قُلْتُ: كُنْتُ أَسْتَمِعُ قِرَاءَةَ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِكَ لَمْ أَسْمَعْ مِثْلَ قِرَاءَتِهِ وَصَوْتِهِ مِنْ أَحَدٍ، قَالَتْ: فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهُ حَتَّى اسْتَمَعَ لَهُ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: «هَذَا سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، الْحَمْدُ لله الَّذِي جَعَلَ فِي أُمَّتِي مِثْلَ هَذَا»[1]

''میں دور نبوی میں، نمازِ عشا کے بعد کچھ تاخیر سے نبی کریم کے پاس پہنچی تو آپ نے پوچھا: کہاں رہ گئیں تھیں تو میں نے کہا: میں آپ کے صحابہ میں سے ایک شخص کی تلاوت سن رہی تھی، میں نے اس جیسی تلاوت اور آواز پہلے کبھی نہیں سنی۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ آپ کھڑے ہوگئے اور میں آپ کے ساتھ کھڑی ہوگئی حتیٰ ہم نے وہ تلاوت سننا شروع کردی۔ پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: یہ ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم ہیں۔ سب تعریفیں اس ربِّ ذوالجلال کے لیے جس نے میری اُمت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے۔''

(۳۱) خوبصورت تلاوت قرآن کرنے والے صحابہ کرام میں، ایک سالم مولیٰ ابو حذیفہ ہیں، جن کا ذکر ملحقہ حدیث میں گزرا، اسی طرح عبد اللہ بن مسعود ہیں، جن سے نبی کریم نے خود تلاوتِ قرآن کی فرمائش کی تھی، اور ان کی تلاوت سننے پر آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی تھی۔ انہی کی تلاوت کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنْ عَبْدِ الله بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، بَشَّرَاهُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا أُنْزِلَ، فَلْيَقْرَأْهُ عَلَى قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ»[2]

''سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو بکر و عمر نے انہیں خوشخبری دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں کہا تھا کہ جو قرآن کو اس اصل ڈھنگ (طریقہ اور ہیئت) پر سننا چاہتا ہے جیسے وہ نازل ہوا تھا تو اسے ابن اُمّ عبد (عبد اللہ بن مسعود) کی تلاوت کے مطابق پڑھنا چاہیے۔''

(۳۲) نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جن کا نام عبد اللہ بن قیس ہے، بھی بہت خوبصورت تلاوتِ قرآن فرمایا کرتے۔ عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد سے نبی مکرم ﷺ کا

---

۱ سنن ابن ماجہ: ۱/ ۴۲۵، رقم ۱۳۳۸، قال الالبانی: صحیح

۲ سنن ابن ماجہ: ۱/ ۴۹، رقم ۱۳۸، قال الالبانی: صحیح

یہ فرمان روایت کرتے ہیں:

«إِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ أَوِ الْأَشْعَرِيَّ أُعْطِيَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ»[1]

"عبداللہ بن قیس یا ابو موسیٰ اشعری کو آلِ داود کی بانسریوں میں سے ایک بانسری دی گئی ہے۔"

اس حدیث کی شرح میں شیخ محمد فواد عبد الباقی لکھتے ہیں:

«أعطي مزمارا من مزامير آل داود» شبه حسن الصوت وحلاوة نغمته بصوت المزمار وداود هو النبي عليه السلام وإليه المنتهى في حسن الصوت بالقراءة والآل في قوله آل داود مُقحَمَة قيل معناه ههنا الشخص كذا في النهاية وقال النووي قال العلماء المراد بالمزمار هنا الصوت الحسن وأصل الزمر الغناء

"آل داود کی بانسریوں، حسن صوت اور نغمہ کی حلاوت میں بانسری سے تشبیہ دینا مراد ہے۔ داود علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں، اور آپ خوش الحانی میں حرفِ آخر ہیں۔ آل داود میں آل کا لفظ زائد ہے۔ کہا گیا کہ اس کا مطلب شخص ہے جیسا کہ النہایۃ میں ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علما کہتے ہیں کہ مزمار سے مراد خوبصورت آواز ہے اور زمر کا اصل مطلب نغمگی ہے۔"

(۳۳) نبی کریم ﷺ سیدنا عبد اللہ بن مسعود کی طرح، سیدنا ابو موسیٰ اشعری کی تلاوت بھی سماعت فرماتے، ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا أَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِكَ الْبَارِحَةَ، لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ»[2]

"اگر تو مجھے اس حال میں دیکھتا کہ کل رات تیری تلاوت سن رہا تھا (تو تجھے اچھا لگتا)۔ تجھے آل داود کی بانسریوں میں سے ایک بانسری عطا کی گئی ہے۔"

(۳۴) نبی کریم ﷺ جس طرح صحابہ سے تلاوتِ قرآن سنتے، اسی طرح اپنے صحابہ کو تلاوتِ قرآن سنایا کرتے، تاکہ قرآن سننے اور سنانے سے تذکیر و موعظت حاصل ہو، اور اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی

---

۱ صحیح مسلم: ۱/ ۵۴۶، رقم ۲۳۵

۲ صحیح مسلم: ۱/ ۵۴۶، قم ۲۳۶

کریم ﷺ کا طریقۂ تلاوت پوری طرح محفوظ کرلیں، جیسا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

قَالَ لِأُبَيٍّ: «إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ»، قَالَ: آللهُ سَمَّانِي لَكَ؟ قَالَ: «اللهُ سَمَّاكَ لِي»، قَالَ: فَجَعَلَ أُبَيٌّ يَبْكِي[1]

"آپ نے اُبی سے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تجھے قرآنِ کریم سناؤں۔ ابی کہنے لگے کہ کیا آپ کے لیے اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے، آپ نے جواب دیا کہ تیرا نام اللہ تعالیٰ نے میرے لیے بولا ہے۔ اُبی بن کعب یہ سن کر (خوشی سے) رونے لگے۔"

اس سے اگلی حدیث میں آتا ہے کہ جس سورہ کو پڑھ کر سنانے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا تھا، وہ سورۃ البینہ لم یکن الذین کفروا تھی۔

خوش الحانی میں آواز کو کھینچنا اور ترجیع کرنا

۳۵ پیچھے بلند آوازی، رقت، خشیت، سوز، معانی میں غور وتدبر، آیات کو دہرانا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا وغیرہ کی احادیث بیان ہوئی ہیں۔ آپ ﷺ خوش الحانی کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا کرتے، ذیل میں اس کی مزید تفصیلات ملاحظہ فرمائیں:

سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «كَانَ يَمُدُّ مَدًّا»[2]

"میں نے انس بن مالک سے نبی کریم ﷺ کی قراءت کے بارے دریافت کیا تو آپ نے کہا: آپ الفاظ کو لمبا کھینچا کرتے تھے۔"

۳۶ ایک اور حدیث میں مدّ کی مزید تفصیل ہے:

سُئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ: «كَانَتْ مَدًّا»، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾[الفاتحة: ١] يَمُدُّ بِبِسْمِ اللهِ، وَيَمُدُّ بِالرَّحْمَنِ، وَيَمُدُّ بِالرَّحِيمِ[3]

---

۱ صحیح مسلم: ۱/ ۵۵۰، رقم ۲۴۵

۲ صحیح بخاری: ۶/ ۱۹۵، رقم ۵۰۴۵

۳ صحیح بخاری: ۶/ ۱۹۵، رقم ۵۰۴۶

"انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کے بارے پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ وہ آواز کھینچنے کے ساتھ ہوتی تھی۔ پھر انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر سنائی کہ بسم اللہ کو کھینچا کرتے، اور الرحمٰن اور الرحیم پر مدّ کیا کرتے۔"

(٣٧) مد کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش الحانی کے لیے آواز کو دہرایا (ترجیع) بھی کرتے۔ علما نے ترجیع کی وضاحت تردید الصوت أو هو تحسين الصوت یعنی "آواز کو دہرانا یا اس میں خوبصورتی کے لیے لہریں پیدا کرنا۔" سے کی ہے، عبد اللہ بن مغفّل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ أَوْ جَمَلِهِ، وَهِيَ تَسِيرُ بِهِ، وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الفَتْحِ - أَوْ مِنْ سُورَةِ الفَتْحِ - قِرَاءَةً لَيِّنَةً يَقْرَأُ وَهُوَ يُرَجِّعُ»[1]

"میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اونٹنی یا اونٹ پر قرآن پڑھتے سنا۔ اور وہ آپ کو لیے چل رہی تھی۔ آپ سورۃ الفتح یا اس سورت میں سے کچھ پڑھ رہے تھے۔ بڑی پر سوز انداز میں تلاوت کرتے اور اس میں ترجیع فرماتے۔"

(٣٨) عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اله ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ عَلَى نَاقَةٍ يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفَتْحِ، وَهُوَ يُرَجِّعُ»[2]

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن دیکھا کہ آپ اونٹنی پر سوار، سورۃ الفتح کی تلاوت کر رہے ہیں اور آپ اس میں ترجیع (دہرانا) کر رہے ہیں۔"

(٣٩) یہی حدیث مبارکہ صحیح مسلم میں ان الفاظ سے، عبد اللہ بن مغفل سے مروی ہے:

«قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فِي مَسِيرٍ لَهُ سُورَةَ الْفَتْحِ عَلَى رَاحِلَتِهِ، فَرَجَّعَ فِي قِرَاءَتِهِ» قَالَ مُعَاوِيَةُ: «لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ يَجْتَمِعَ عَلَيَّ النَّاسُ لَحَكَيْتُ لَكُمْ قِرَاءَتَهُ»[3]

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے سال، اپنے سفر میں، سورۃ الفتح کو اپنی اونٹنی پر پڑھا۔ اس

---

١ صحیح بخاری: ٦/ ١٩٥، رقم ٥٠٤٧

٢ سنن ابو داود: ٢/ ٧٤، رقم ١٤٦٧، قال البانی: صحیح

٣ صحیح مسلم: ١/ ٥٤٧، رقم ٢٣٧

تلاوت میں آپ نے ترجیع کی۔ سیدنا معاویہ کہتے ہیں کہ اگر مجھے (اس وقت) لوگوں کے اپنے اوپر جمع ہو جانے (ٹوٹ پڑنے) کا خوف نہ ہوتا تو میں تمہیں نبی کریم کی وہ قراءت کر کے سناتا۔"

اس حدیث کی شرح میں شیخ فواد عبد الباقی فرماتے ہیں:

«فرجّع في قراءته» قال القاضي: أجمع العلماء على استحباب تحسين الصوت بالقراءة وترتيلها. قال أبو عبيد: والأحاديث الواردة في ذلك محمولة على التحزين والتشويق. قال واختلفوا في القراءة بالألحان. فكرهها مالك والجمهور لخروجها عمّا جاء القرآن له من الخشوع والتفهم، وأباحهم أبو حنيفة وجماعة من السلف. والترجيع ترديد الصوت في الحلق وقد حكى عبد الله بن مغفّل ترجيعه عليه السلام بمدّ الصوت في القراءة نحو آآآ.

"اپنی قرآت میں ترجیع کی۔ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ علما کا تلاوت و ترتیل قرآن میں آواز کو مزین کرنے پر اجماع ہے۔ ابو عبید کا کہنا ہے کہ اس سلسلے میں وارد احادیث پر سوز اور پر شوق کرنے پر محمول ہیں۔ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کو خوبصورت الحان سے پڑھنے میں علما کا اختلاف ہے۔ امام مالک اور جمہور نے ایسی خوش الحانی کو مکروہ قرار دیا ہے جس سے تلاوتِ قرآن کا خشوع اور معانی میں فکر و تدبر متاثر ہو۔ جبکہ امام ابو حنیفہ اور اسلاف نے بہر حال اس کو مستحب کہا ہے۔ اور ترجیع سے مراد حلق میں آواز کو لوٹانا ہے۔ جیسا کہ عبد اللہ بن مغفل نے نبی کریم کی ترجیع کو آواز کھینچنے سے بیان کیا ہے، جیسے آ آ آ۔"

(۴۰) ترجیع کی تائید اس حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے، جو اُمّ ہانی سے مروی ہے:

«كُنْتُ أَسْمَعُ صَوْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ وَأَنَا نَائِمَةٌ عَلَى عَرِيشِي وَهُوَ يُصَلِّي يُرَجِّعُ بِالْقُرْآنِ»[1]

"میں نبی کریم ﷺ کی آواز سن رہی تھی کہ آپ وسطِ رات کو تلاوت کر رہے تھے حالانکہ میں اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ آپ نماز میں قرآن کو ترجیع سے پڑھ رہے تھے۔"

---

1 شرح معانی الآثار: ۱/۳۴۴، رقم ۲۰۴۴